# رنگِ سخن

پروفیسر محمد اکرام تائب (عارف والا)

علم کے ساحر کا اب جادو ٹوٹ گیا
ہاکی اور بلے نے سب کچھ لوٹ لیا
بال پریشاں، آنکھیں پرنم، دل ویراں
کل تک شاہوں کے سر آگے جھکتے تھے
مہنگائی نے جینا دوبھر کر ڈالا
صدیوں کا اس دل میں بغض و کینہ ہے
دن کو چین نہ رات کو نیند ہے آنکھوں میں
اور تو ہر اک شے سونے کے بھاؤ ہے

ہر سو گھپ اندھیرا سونی بستی ہے
ہم معمار قوم ہیں فاقہ مستی ہے
ساری دنیا حال پہ اپنے ہنستی ہے
آج میری تقدیر میں کتنی پستی ہے
فکرِ نانِ شب کی ناگن ڈستی ہے
پل دو پل کی گرچہ اپنی ہستی ہے
یارب تیری دنیا کیسی بستی ہے
بس اک خون کی بوند تائب سستی ہے

سید کاشف گیلانی

## جوابِ آں غزل

اب ہم یہ سوچنے پہ ہیں مجبور ہو گئے
کچھ ذہن تعصب سے ہیں بے نور ہو گئے

پگڑی اچھالتے ہیں اساطینِ علم کی
یہ سِحر سے ابلیس کی مسحور ہو گئے

ان کو خبر نہیں پس آزادیٔ وطن
جو کچھ نہ کر سکے تھے وہ مشہور ہو گئے

ٹکرا گئے جو لوگ فرنگی سے بے خطر
وہ لوگ ارضِ پاک میں مقہور ہو گئے

ہم کو یہ ملک جان سے بڑھ کر عزیز ہے
پھر تھوکنا جو وقت پہ ہم دور ہو گئے

ہم نے کیا نہ مشرقی بنگال کو الگ
کیا جرم ہو گیا ہے جو مغرور ہو گئے

پوچھے کوئی فرعون سے موجوں میں نیل کی
نشے سب اختیار کے کافور ہو گئے

کاشف خدا پہ چھوڑ دو ان کا معاملہ
دنیا سے جتنے لوگ بھی مستور ہو گئے